لوحِ دل

ایس ایم حسینی

پیش کش : حسینی برادران

Lauh-E-Dil

By

S.M. Husaini

hamzahusaini0981@gmail.com

Mobile No.: 8960512979

نام کتاب : **لوحِ دل**

مصنف : ایس ایم حسینی

صفحات : 31

برقی طبع : اول

پیش کش : حسینی برادران

واصل حسینی ، طٰہٰ حسینی ، عابد حسینی ،اطہر ایوبی اور **شہلا کلیم** کے شکریہ کے ساتھ یہ کتاب قارئین کی خدمت میں۔۔۔

انتساب

یارم کے نام

جو اس تخلیق کا محرک بنا

اور پیاری بھانجی **ہالہ فاطمہ** کے نام

صفحہ نمبر	فہرست
05	مقدمہ (از: اطہر ایوبی)
07	تاثرات (از: شہلا کلیم)
09	عید مبارک
12	محبت نامہ
15	قلم سگریٹ اور یارم
21	لوحِ دل
26	عکسِ خوشبو

مقدمہ

آپ نے اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ فیسبک نے نوخیز لڑکوں کو اردو ادب سے دور کر دیا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ نئی نسل میں اردو ادب کا ذوق بیدار کرنے یا بیدار رکھنے میں فیسبک کا اپنا ایک منفرد کردار رہا ہے، یہ نہ صرف خیالات کے تبادلے کا ایک وسیع پلیٹ فارم تسلیم کیا گیا بلکہ اسکے ذریعہ دور دراز بیٹھے لوگوں کو ایک دوسرے کا کلچر، روزمرہ بولے جانے والے اردو محاورات، امثال جیسی دیگر چیزوں کو سمجھنے اور برتنے کا فن ہاتھ آیا۔

خیالات کے تبادلے کو وسعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو فیسبک پر تحریریں لکھ اپلوڈ کرنے کا خیال ایجاد ہوا اور آج یہ اردو کی ترسیل کا ایک معتبر وسیلہ شمار کیا جارہا ہے،

فیسبک کی ایجاد سے پہلے نئے لکھنے والوں کے ساتھ ایک بڑی دشواری ریڈرشپ کی تھی اس کمی کو بھی فیسبک کماحقہ پورا کر رہا ہے،

یہاں پڑھنے والوں کے مثبت یا منفی تبصرے لکھنے والے کو نئی جہت عطا کرتے ہیں۔

انہیں تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے 2 فروری 2018 کو فیسبک کے ذریعہ ایس ایم حسینی نے اپنا قلمی سفر شروع کیا، آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ محض سترہ سالہ اس قلمکار نے چند مہینوں میں وہ مقبولیت حاصل کرلی کہ یہ دعوی کیا جاسکتا ہے "ایس ایم حسینی اپنے ہم عمر قلمکاروں کی دنیا کے بادشاہ ہیں" یہ اپنے رواں قلم، ذہن رسا، شگفتہ انداز اور علمی بصیرت کی وجہ سے وہ شہرت حاصل کر چکے ہیں کہ انکی دوسری تحریروں کی طرح "سلسہ یارم" ملک وبیرون ملک میں دلچسپی سے پڑھا جارہا ہے،

یہی وجہ ہے کہ ایس ایم حسینی ہماری نظر میں آئس برگ کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنی پیش گوئی نہیں "پیش بینی" پر انکا روشن مستقبل دیکھ رہے ہیں۔

ایس ایم حسینی کا "سلسلہ یارم" ایک منفرد نوعیت کا سلسلہ ہے جس پر اب تک بے شمار تبصرے کئے جا چکے ہیں،

حال میں لکھی گئی اگر ہم ان تین تحریروں **"چمن شبلی سے گلشن سر سید تک"**، **"طلسم ہوشربا ابن صفی اور ہم"**، **"مکافات عمل"** کو دیکھیں تو بخوبی یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایس ایم حسینی زندگی کو ہر سمت سے ہمہ جہت غیر جانب داری کیساتھ دیکھتے ہیں، کبھی ایک بچہ کی معصومیت سے تو کبھی صوفی کی من مستی میں اتر کر، ان کی تحریریں زندگی کے تجربات کا سانس لیتا خاکہ ہے جس میں انکا کا پڑھنا لکھنا خوشبو بن کر اترا ہے، اس خوشبو میں جب یہ لکھنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو لفظوں کی ایسی خوبصورت چادر تانتے ہیں کہ ناگوار لگنے والی بات بھی اس کے نیچے سے بے پردہ ہو کر بے کھٹک نکل جاتی ہے،

انکی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ تحریروں میں ایسے الفاظ نہیں استعمال کرتے ہیں کہ جن کا مفہوم سمجھنے کے لئے لغت کا سہارا لینا پڑے لیکن معنی ایسے ہوتے ہیں کہ ذہن کو تہوں تہوں میں اترنا پڑے، یہاں یہ بتانا بے محل نہ ہو گا کہ "جتنی اچھی یہ نثر لکھتے ہیں اس سے زیادہ خوبصورت لہجہ انکے بولنے کا ہے" انکی تحریروں میں اگر بین السطور کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ انکے قلم سے اردو نثر کے نئے پیمانے تخلیق ہو رہے ہیں۔

یقیناً ایس ایم حسینی اپنی تحریروں کے حوالے سے ایک آئس برگ ہیں۔ جس کے سات حصے پانی میں ہیں اور آٹھواں اوپر ہے، لیکن وہ بھی کہاں پورا اوپر ہے اس لئے ان کی تحریروں پر کچھ لکھنا بڑا مشکل بھی ہے اور بہت آسان بھی۔

اطہر ایوبی

21/8/2018

تاثرات

سلسلہ یارم کی تمام اقساط ("عید مبارک" "محبت نامہ" "قلم سگریٹ اور یارم" "لوح دل" اور "عکس خوشبو") پڑھ کر احساس ہوا کہ راقم قلم کا بازی گر ہے الفاظ کو احساسات و جذبات کی چاشنی میں ڈبو کر اس خوبصورتی سے قرطاس پہ اتارتا ہے کہ سلسلہ یارم میں باقاعدہ طور پر کوئی کہانی موجود نہ ہونے کے باوجود بھی قاری اسکی لذت سے بخوبی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

سلسلہ یارم کے درمیان سے کوئی ایک قسط پڑھنے پر بھی کسی قسم کے ادھورے پن کا شبہ نہیں ہوتا۔ تحریر کی روانی اور سحر انگیز منظر نگاری قاری کو اپنے حصار میں جکڑے رکھتی ہے۔ اور قاری شدت سے اگلی قسط کا منتظر نظر آتا ہے اس امید پر کہ وہ یارم جسکی شان میں تعریفوں کے قصیدے پڑھ کر زمین و آسمان ایک کر دیئے گئے شاید اب کی بار بے حجاب ہو جائے۔۔۔۔ مگر بے سود۔۔۔۔۔ آخر کار قاری شدت تجسس سے چیخ اٹھتا ہے۔

"رخ سے نقاب اٹھا کہ بڑی دیر ہو گئی۔۔۔"

یارم کے قارئین کے ذہن میں ایک سوال بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا رہتا ہے کہ۔۔۔۔ آخر یہ یارم ہے کون۔۔۔؟؟

میں نے بسلسلہ یارم کی تمام تحریروں سے جو نتیجہ اخذ کیا وہ نذر قارئین کر رہی ہوں۔

"جانے کب بے فکری کے دن برف کی مانند گھلتے چلے گئے اور تم اپنی منزل کے سترہ زینے چڑھ کر اب اس جگہ کھڑے ہو جہاں ماضی کی خوبصورت یادیں تمہارا پیچھا کر رہی ہیں۔۔۔"

سلسلہ یارم کی پہلی قسط "عید مبارک" کے یہ الفاظ پڑھ کر مزکورہ عمر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ گمان گذرا کہ شاید راقم خود سے مخاطب ہے اور یادوں کی انگلی پکڑ کر اپنے بچپن کے ایس ایم حسینی کو فرط جذبات میں ڈوب کر عید عید کی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہے مگر اگلی قسطوں میں یارم کی مسکراہٹوں اور خوشبوؤں کو بیان کرتے ہوئے جس انداز سے الفاظ کو قلم کی نوک پر نچایا گیا اور

اظہار محبت کرتے ہوئے حسن و عشق کی معراج منائی گئی اسے پڑھ کر خیال گزرا کہ یارم عرش سے فرش پہ تشریف لانے والی بہشت کی کوئی ملکہ حور ہے جسکا نزول خاص طور سے ایس ایم حسینی کے لئے ہوا لیکن پھر یارم کے مذکریت کے احساس نے اس خیال کو منھ کے بل گرا دیا۔۔۔۔

"وہ محبت جو ایک شخص کو اپنے کرم فرما سے ہوتی ہے۔۔۔" "وہ محبت جو ابن صفی کو عباس حسینی سے تھی۔۔۔"

جیسے جملے پڑھ کر لگا کہ یارم ایس ایم حسینی کے ادبی رہنما ہیں یا پھر یہ اپنی تحریروں یا ان کے کرداروں سے مخاطب ہیں۔ کبھی یوں محسوس ہوا ہے کہ یارم سرے سے کوئی چیز ہی نہیں نا اسکا کوئی وجود ہے محض ایک تخیل ہے۔۔۔۔ مگر جلد ہی اس خیال کی تردید بھی اس جملے نے کر دی۔۔۔ "جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہماری دوستی اس سرعت سے طے پائی کہ ہمیں احساس تک نہ ہو سکا۔۔" اس جملے کو پڑھ کر ایک پل کو لگا کہ یارم انکا کوئی جگری یار ہے۔۔ مگر بار بار یارم کو پڑھ کر بھی یارم کی شناخت نہ ہو سکی۔

ہر تحریر میں کوئی نہ کوئی جملہ ایسا ضرور ہوتا ہے جو قاری کے ذہن پر اپنی چھاپ چھوڑتا ہے لہذا پہلی ہی نظر میں میرے دل کے کسی گوشے میں دبے پاؤں آ کر چپ چاپ بسیرا کر لینے والا یہ جملہ میرے نزدیک تحریر کی جان ہے۔ "ہم دونوں نے فلک شگاف قہقہہ لگایا اور تالیوں کی گونج سے چاند کی نیند اڑا دی۔۔۔"

ایک قاری اور مداح کی حیثیت سے یارم سے التجا ہے۔۔۔ "یارم تم جو بھی ہو!!!"

"خدا کے لئے چھوڑ دو اب یہ پردہ۔۔۔"

کہ الفاظ پہ راج کرنے کا فن رکھنے والے ایس ایم حسینی کا قلم صرف تم تک محدود نہیں رہ سکتا۔

شہلا کلیم

19/8/2018

عید مبارک

بسلسلہ یارم 1

یارم میں ہمیشہ ہی اس خوشی سے سرشار رہتا ہوں کہ تم میری زندگی میں بہارِ ناز کی طرح آئے اور میری زندگی عید عید ہو گئی یارم یہ بھی تو میری عید ہی ہے کہ تم مجھے دوسروں سے ذرا ہٹ کر پسند کرتے ہو! میرے لئے اپنا وقت فارغ کرتے ہو کیا یہ میری عید نہیں میرے لئے شاید تمھارے دل میں نرم گوشہ ہے اور میری بہت سی الٹی سیدھی باتوں اور آڑی ترچھی تصویروں کو کو نظر انداز کرتے ہو۔

پھر بھی عقیدت کی حد تک مجھ سے لگاؤ رکھتے ہو کیوں نہ اسے بھی عید کا نام دے دوں؟

یارم ہم عید کا ایک دن کیوں مختص کریں، تم جب تک میرے ساتھ ہو میرا دن بھی عید میری رات بھی عید۔

پھر کیا میں اس عید پر تمھارے لئے لفظوں کے کنول نہ سجا لوں کہ تمھیں مبارکباد جو دینی ہے۔

یارم کیا تم ماضی کا دریچہ وا کر کے دیکھنا پسند کرو گے جہاں تم عید پر صرف لال لال غباروں سے خوش ہو جایا کرتے تھے۔

بڑوں سے ملنے والی عیدی پر تمھاری باچھیں کھل جاتی تھیں بڑوں کی انگلی پکڑے ننھے ننھے قدموں کے ساتھ عید گاہ جاتے اسوقت تمھاری خوشی کی انتہا نہ رہتی تھی۔

سیاہ کپڑوں میں ملبوس تمھارا خوبصورت سراپا سب کے لئے باعث تسکین ہوتا تھا۔

اور سب تمھیں گود میں لئے پھرتے تھے،

جانے کب یہ بے فکری کے دن برف کی مانند گھلتے چلے گئے اور تم اپنی منزل کے سترہ زینے چڑھ کر اب اس جگہ کھڑے ہو جہاں ماضی کی خوبصورت یادیں تمھارا پیچھا کر رہی ہیں۔جب تم سوچتے ہوگے تو خیال میں ایک احساس جنم لیتا ہوگا جو اپنے اردگرد ننھے منے خوشبودار پھولوں کا باغ سجادیتا ہوگا اور آنکھیں بولنے لگتی ہونگی۔

تمہیں وہ چاند یاد ہوگا جو تمھارا بچپن کا سب سے اچھا دوست تھا جس سے تم بات کرتے کرتے نہ جانے کب چاندنی میں سو جاتے اور صبح اسے خود سے جدا پاتے۔

یارم ماضی کسی کا بھی ہو یادرگار ہوتا ہے آؤ میرا ہاتھ پکڑو! آنکھ بند کرو ! میں تمھیں تمھارے بچپن کی وادیوں میں لے چلوں جہاں تم پہلے جیسی عید مناؤ اور میں تمھیں خوش دیکھ کر اپنی حقیقی عید منالوں!!!!

یارم میں نے اس عید پر تمھارے لئے کچھ دعائیں خدا سے مانگی ہیں کاش تمھارا ہر دن تمھاری بچپن کی عید جیسا ہو ، تمھاری ہر رات جھیل میں ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح پر سکون ہو، تمھاری خواہشیں کبھی تمھیں مایوس نہ کریں، ہمیشہ مسکراتے رہو، تمھارے کمرے کا روزن خوشیوں کے جزیرے کی طرف کھلے، اور کھڑی تمناؤں کی بر آوری کی طرف، اگر تم کوہ قاف کی پریوں سے بھی ملنے کی آرزو کرو تو وہ اپنا مر مریں بدن تمھاری آغوش میں رکھ دیں، یارم لفظ میری بساط میں نہیں تم اپنی آنکھیں میری آنکھوں میں ڈال دو شاید تم دیکھ سکو کہ میں کس جذبہ سے تمھیں عید مبارک کہہ رہا ہوں! سانسوں کی طرح سمائے ہوئے یارم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے **"عید مبارک"**

محبت نامہ

بسلسلہ یارم 2

رات ڈھل رہی ہے اور تمھاری یاد ہمارے سینے پر بال کھولے سو رہی ہے شاید گھڑی چار بجا رہی ہو یارم! رات کی عمریں مختصر اور خوابوں کے سلسلے دراز ہیں، مسافت شب میں کہیں کہیں تمھاری یاد کا جگنو ٹمٹماتا ہوا "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں" کا مژدہ سناتا ہوا ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو رہا ہے، صبح کے مناظر ہمیں تمھاری دید کی نوید دے رہے ہیں اور افق کے اس پار کسی ساتویں رنگ میں تمھاری دھنک دکھائی ہوئی محسوس پڑتی ہے،

یارم دوستی کے کئی مفہوم ہیں، میں مانتا ہوں کہ دوستی خوشبوؤں کا سفر ہے جس میں تم "برضا بہ خوشی" ہمارے ہمرکاب ہو! یارم تم ملے تو ہماری ریاضت نیم شب کا نغمہ دلآویز ہو گیا اور ہمارے ادبی خیالات کا چشمہ پھوٹ پڑا، ہماری پیاسی روح کو تم نے اپنے پیکر نفیس سے سرشار کیا بالآخر تم ہماری ذات کا معتبر حوالہ بن گئے، "رفتہ رفتہ وہ مری ہستی کا ساماں ہو گئے پہلے جاں، پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں ہو گئے"۔

جدید ٹکنالوجی کے دور میں ہماری دوستی اس سرعت سے "طے پائی" کہ ہمیں احساس تک نہ ہو سکا کہ کوئی کب اور کیسے ہمارے دل کے نہاں خانے میں چھم چھم رقص کرتا، کچھ شرماتا اور کچھ اٹھلاتا ہوا دبے پاؤں آن بیٹھا، جہاں صدیوں کی

تاریکی اور سائیں سائیں کی آواز کے سوا کچھ بھی نہ تھا، جہاں محبت کے جزیرے خشک اور عشق کی حویلی ویران پڑی تھی۔

یارم تم نے اس دل کی بستی میں اپنی نرم ولطیف گفتگو سے چراغاں کیا ہے کیا میں فرط محبت سے تمھیں گلے نا لگا لوں؟ اور پھر عبید اللہ علیم کی روح ہمارے اندر حلول کرتے ہوئے یہ شعر گنگنانے لگے۔

"ملے ہیں یوں تو بہت آؤ اب ملے یوں بھی کہ روح گرمئ انفاس سے پگھل جائے"

یارم تم لفظوں کی تمازت سے "شرابور" تو نہیں ہو رہے ہو؟

اگر نہیں! تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تمھیں کبھی یار، کبھی یارا اور کبھی یارم کہ کر مخاطب کروں؟

اور جب لفظ ہماری بساط سے باہر ہوں تو ہم بنا کہے ایک دوسرے کو سن لیں بنا دیکھے ایک دوسرے کو محسوس کر لیں بنا سوچے ایک دوسرے کو پالیں اور خیالوں کی سرسبز وشاداب وادیوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کوہ قاف کے پار تک چلے جائیں۔

یارم تم سے بہت محبت لیکن ایک شکایت بھی ہے تم ہمیں کم کم میسر ہو، لیکن ہاں تمھارے شیریں الفاظ ہماری آنکھوں میں جگمگاتے رہتے ہیں اور تمھاری تصویر کے "نور" سے دل سرشار رہتا ہے یارم تمھیں پہلی بار بنفس نفیس بولتے "سنا" تمھارے الفاظ کیا تھے گویا کسی نے موتیوں کو مالے میں پرو دیا ہو، تمھیں

سننے کے بعد ہمارے کانوں کو بھی تمھاری آواز سے عشق ہوگیا، یارم کچھ باتیں فرط جذبات میں لکھ دی ہیں انہیں یا تو ہماری "بدبختی" پر محمول کرلو یا اسے اپنی "جاذبیت" کا قصور تسلیم کرلو میں یقین سے نہیں کہ سکتا کہ ہمارے روابط کتنے "گہرے" ہیں ہاں لیکن اتنے ضرور ہیں کہ انہیں صرف ہم دونوں کی نظریں ہی دیکھ سکتی ہیں!!!

فقط تمھارا یارم

قلم سگریٹ اور یارم

بسلسلہ یارم 3

رات کی گود میں چاند جھولا جھول رہا تھا، ہوائیں تھپکی دے رہی تھیں، اور بادل اسے لوری سنا رہے تھے اور ہم ساحل دریا یارم کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے یارم کو قریب سے ہم پہلی بار دیکھ اور سن رہے تھے، یارم سے قریب ہوتے ہوئے ایک انجانی خوشی سے دل ڈول رہا تھا، ہم دونوں دیر سے بیٹھے چپ کی زبان میں باتیں کر رہے تھے،

یارم نے پہلو بدلتے ہوئے بے قراری میں میرے شانوں پر سر رکھ کر ہولے ہولے میرے بالوں میں انگلیاں پھیریں، اور میری آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر میرے کان میں آہستہ سے کہا" حسن اور عشق کی آج معراج ہے" یہ سن کر ہم جھوم جھوم گئے اور یارم کو سینے سے لگا کر مدھم آواز میں کہا" میری آنکھیں پڑھو" تمھیں دل کی تختی پر لکھے عشق کا عکس نظر آئے گا فرط جذبات میں یارم نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور شانوں پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا یارم تم آجکل کی لڑکیوں کے افسانے نہ پڑھا کرو ہم نے حیرت سے یارم کی طرف دیکھا یارم نے فون اسکرین پر انگلیوں کو حرکت دی اور مجھے میرا بھیجا ہوا وہ میسج دکھایا جس میں لکھا تھا" محبت اظہار نہیں چاہتی" اس جملے پر ہوئی ساری بات چیت ہم دونوں

کے کانوں میں گونجنے لگی، پھر ہم دونوں نے فلک شگاف قہقہ لگایا اور تالیوں کی گونج سے چاند کی نیند اڑادی،

ایک طویل انتظار کے بعد یہ ہماری یارم سے پہلی ملاقات تھی ہم بھی جذبات میں بہک بہک کر یارم کی آنکھوں میں بار بار دیکھتے اور یارم کی بولتی ہوئی آنکھیں ہمارے کانوں میں مصری گھولتی جاتیں، اس حسن اور عشق کی معراج میں بھی وقت برف کی مانند گھلتا رہا اور ہم دونوں کو احساس تک نہ ہو سکا، گھڑی گیارہ بجا رہی تھی ہم نے آنکھوں سے رخصت کی اجازت چاہی تو یک بیک یارم نے گھڑی پر نظر ڈالی پھر آسمان کی طرف دیکھا اور اچانک اپنے نرم و گداز ہاتھ بڑے پیار سے میرے رخسار پر رکھے اور محبت سے میرے کان کو اپنے سینے سے لگا کر کہا یارم تمھیں رخصت کرنے کے خوف سے ہی ہمارے دل کی دھڑکن تیز ہوئی جا رہی ہے یارم نے ہمارے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنی باہنیں میری گردن میں حمائل کر دیں۔

ہم دونوں ہی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونا چاہتے لیکن وقت کوچ کا نقارہ بجا رہا تھا،

یارم نے نہ جانے کن الفاظ میں دلاسہ دیتے ہوئے الوداع کہا اور آنکھوں سے اوجھل ہونے تک مجھے نظروں سے رخصت کیا، ہم عشق کی شراب میں پاؤں پاؤں نہائے ہوئے گھر پہنچے، گھر پہنچ کر مجھے اپنی حالت کا اندازہ ہوا کہ ہمارے قدم

نئے نئے شرابی کی طرح ڈگمگا بھی رہے ہیں، آنکھوں میں پیار کے دیپ جل رہے تھے، اور یہاں بھی دلاسہ دینے کو دلہن کے جہیز کی طرح کمرے میں چاروں طرف یارم کی یادیں سجی ہوئی تھیں، لیکن نیند کی دیوی مجھ سے کچھ دور پر روٹھی ہوئی کھڑی تھی ۔شاید وہ کہ رہی تھی آج تمھیں ہماری نہیں یارم کی بانہوں میں سونا تھایارم سے رخصت ہوکر بھی ہمیں یقین نہیں ہورہا تھا کہ یارم میرے ساتھ نہیں،یارم ساتھ نہ ہوکر بھی ہر پل سانسوں کی طرح ہمارے ساتھ ہوتا ہے اور ہمارادماغ اس خیال سے سرشار رہتاہے اسی کیفیت میں ہم نے میز پر سجے گلدان کی طرف ایک نگاہ کی، پھول کی ہر پتی پر یارم کی سی مسکراہٹ نظر آئی،اٹھ کر میز کی دراز کھولی اور یارم کا گفٹیڈ قلم نکالا،اسے نظروں سے بوسہ دیا اور ڈائری کھول کر کرسی پر بیٹھ گئے،

عجیب عالم تھا کہ الفاظ دل میں گونج رہے تھے لیکن قلم تک اس گونج کی صدا نہیں پہنچ رہی تھی،دوبارہ گلدان پر نظر پڑی اور الفاظ کے شور شرابے میں یارم کی مسکراہٹ دل سے نکل کر قلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے ڈائری پر اترنے لگی،ہم اسی مسکراہٹ کو اپنی ڈائری میں قید کر کے رکھنا چاہتے تھے

یارم کو تصور میں آواز دی اور کاغذ پر تصویر اتارنے لگے۔

"یارم تم اس دنیامیں اول وآخر ہو جس پر ہم فدا ہوئے اور ہمارادل تمھاری مسکراہٹ پر فدا ہوا تمھیں مسکراتے ہوئے دیکھ کر بہت اچھا لگتاہے بالکل ایسا لگتا ہے۔

جیسے کیاری میں گلاب کی کوئی ننھی کلی مسکرا رہی ہو۔

جیسے بادلوں کی اوٹ سے چاندنی چٹک رہی ہو۔

جیسے اونچے اونچے پہاڑوں سے آبشار رواں ہو۔

جیسے شام کے وقت باغ میں کوئل چہک رہی ہو۔

جیسے سورج نکلنے کے بعد کھیت کی منڈیروں پر مورنی ناچ رہی ہو۔

جیسے ہلکے ہلکے شعلوں پر چاندی پگھلائی جا رہی ہو۔

جیسے تیز بارش میں کمرے کی کھڑکیوں سے رات رانی کی مہک آ رہی ہو۔

جیسے کمرے میں صندل کی خوشبو بسائی جا رہی ہو۔

جیسے نئے عاشق کے ہاتھوں پانی میں شراب ملائی جا رہی ہو۔

جیسے ہوا کے جھونکے سے کسی نازنیں کی زلف لہرائی ہو۔

جیسے الھڑ لڑکی کے سونے سونے کانوں میں بالی پہنائی جا رہی ہو۔

جیسے شادی کے گھر میں شہنائی بجائی جا رہی ہو۔

جیسے دلہن کے پیروں میں پازیب پہنائی جا رہی ہو۔

جیسے طبلے کی تھاپ پر کوئی اپسرا بل کھائے جا رہی ہو۔

جیسے کسی منت مانے ہوئے کی برسوں پرانی خواہش بر آئی ہو۔

جیسے شاعر نے معشوقہ کو غزل سنائی ہو۔

جیسے عاشق نے بانہیں پھیلائی ہو۔

جیسے برسات میں کنواری رقصائی ہو۔

جیسے محبوبہ نے ہاتھوں میں مہندی رچائی ہو۔

جیسے لباس عروسی میں دلہن پہلی بار شرمائی ہو۔

جیسے شرمانے سے رخسار پر سرخی اتر آئی ہو۔

جیسے معتقد نے مزار پر چادر چڑھائی ہو۔

جیسے مندر سے گھنٹیوں کی آواز آئی ہو۔

جیسے مجاور نے یاھو یاھو کا ورد کرتے ہوئے اگر بتی سلگائی ہو۔

جیسے کسی چنچل لڑکے نے سیٹی بجائی ہو۔

جیسے کھیتوں میں بارش کے بعد فصل لہلہائی ہو۔

جیسے مکتب کے بچے نے کوئی دعا سنائی ہو۔

جیسے رقاصہ نے ہجوم میں کمر مٹکائی ہو۔

جیسے سگریٹ کے کش لیتے ہوئے کسی کی یاد آئی ہو۔"

آخری لائن لکھنے کے بعد سگریٹ کے خیال نے کچھ لکھنے نہ دیا ڈائری بند کرکے بیڈ پر ٹیک لگادی، ایک سرہانے یارم کا قلم اور دوسرے سرہانے ایش

ٹرے رکھ کر کمرے کی فضا نشہ آور بنادی نہ جانے کب نیند کی دیوی نے اپنے آغوش میں لے لیا۔

"صبح یہ بھی یاد نہ رہا میرے ہونٹوں سے سگریٹ لگ کر سوئی یا پھر یارم کا قلم"

لوحِ دل

بسلسلہ یارم 4

اودھ کی گلابی شام اور غروب آفتاب کے بعد افق پر بکھری ہوئی شفق کی رنگینیاں، وصال کی تڑپ کو دو آتشہ کررہی تھیں، محبوب خوبصورت اور موسم حسین ہو تو بانہیں بے قرار اور دل خوشگوار ہو جاتا ہے۔

آج کی حسین شام بھی شوخ حسینہ کی طرح چھل بل دکھارہی تھی آج صبح جبکہ مشرق سے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں ذہن تذبذب کے سمندر میں غوطے لگا رہا تھااس ہیجان کی وجہ سے دماغ کی نسوں میں تناؤ سا آگیا تھا،اس بوجھل طبیعت سے چھٹکارا پانے کو ذہن میں ایک خیال کوندا اور قلم کسی شہسوار کی طرح یارم کی یاد کے وسیع و عریض محل کی طرف سرپٹ دوڑنے لگاہم دیوار سے ٹیک لگائے یارم کو لفظوں کے ہار میں پرونا چاہ رہے تھے لیکن یارم کی یاد گھنے پیپل کی طرح ہماری بے چینی پر سایہ کئے ہوئی تھی، دن بھر یارم سے ملنے کی خواہش یوں لبوں پر جاری تھی جیسے کسی آبلہ پا کی زبان پر بارش کی دعا،دن ڈھلتا رہااور ہم مغرب میں سورج کی طرح یارم کی یادوں میں ڈوبے جارہے تھے، اسی دوران دور افتادہ گوشے سے یاسیت میں ڈوبی ایک مہین سی آواز آئی یہ ہوبہو یارم کی آواز تھی یارم نے ملاقات کے لئے کہا آنکھوں کا فاقہ کئے ہوئے ہفتوں کے بے تاب اور صبح سے بے قرار آنکھوں کا روزہ کھولنے تیز تیز قدموں سے یارم کی طرف دوڑے چلے آئے،راستے کی مسافت

خوشی نے آدھی کر دی تھی، دل کو بے قرار اور جسم کو بے زار کر دینے کے ہفتے بھر بعد یارم کی ہنستی مسکراتی گنگناتی شکل پر پہلی نظر پڑی، اور الجھن کافور ہو گئی، دنیائے تصور میں گلاب سے کھلنے لگے، گمان تھا کہ شکوہ شکایت کی ایک لمبی فہرست ٹانک دی جائی گی، کیونکہ ہم ہفتے بھر بعد یارم سے مل رہے تھے، زمانہ پر اگر دل کا اختیار ہوتا تو ہم ایک پل کو بھی یارم سے جدا نہ ہوتے لیکن "زیادہ ملنے سے زمانہ کی نظر لگ جاتی ہے "کے فلسفہ پر عمل کرتے ہوئے چاہ کر بھی ملاقات سے کترا رہے تھے، شاید یارم محبت میں کسی فلسفے، سمجھوتے اور اصول کا قائل نہیں اس لئے ہمارے نہ ملنے پر اکثر کہتا ہے "ہمیں تم کم کم میسر ہو "قطار در قطار ان خدشات کے باوجود یارم نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا، یارم نے جذبات میں گلے لگانا چاہا لیکن ہم نے نہ جانے کیوں مصافحہ پر قناعت کی یارم کی کشادہ دلی کہ صرف ہاتھوں میں ہاتھ دینے سے ہی یارم کا رخِ تاب لالہ صحرائی کی طرح تمتمانے لگا اور مسیحائی خون کی طرح رگ رگ میں دوڑنے لگی لبوں کے گوشے پھڑکے اور باریک قسم کی مسکراہٹ پیدا کرتے ہوئے ٹھیک اسی اسلوب میں گل افشاں ہوئے جس انداز میں پہلے ہوا کرتے تھے، گفتگو کے دوران ہمارے اور یارم کے درمیان ایک میز حائل تھی لیکن نگاہوں کی حدت سے حجاب خاکستر ہو چکا تھا، ہم یارم کی آنکھیں اور یارم ہمارے بولتے ہوئے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہم نے یارم کو زبان حال سے اشارہ کیا کہ اگر تم ہماری آنکھوں میں کھو جاؤ تو ہم تمھارے

ہونٹوں پر آنکھ رکھ دیں یارم نے بدستور نگاہ جمائے ہوئے سوالیہ نظروں سے شعر پڑھا

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو

تم کو دیکھیں، کہ تم سے بات کریں

جواباً ہم مسکرا دیئے اور ساتھ میں لائی ہوئی کتاب تحفتاً یارم کی طرف بڑھا دی یارم نے پہلا صفحہ پلٹ کر دیکھا اور کہا "کچھ نہیں تو کم از کم اپنے ہاتھوں سے اس پر میرا نام ہی لکھ دو" ہم قلم سے نام لکھنے لگے یارم نے نام لکھتے ہوئے ہماری تصویر کیمرے میں قید کرلی، یارم ہمارے سامنے تھا اور ایک سرمدی کیف، ایک لامتناہی پھیلاؤ اور ایک نورانی خلا تھی جس میں ہم ہواؤں کے دوش پہ بلا تکان اڑے چلے جارہے تھے، تھوڑی دیر کے لئے ہم دنوں خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، ہم بہت سی باتیں یارم سے کہنا چاہ رہے تھے لیکن نہ جانے کیوں زبان ہمارا ساتھ نہیں دے رہی تھی اگر ہم کہ سکتے تو شاید وہ یہ باتیں ہوتیں

یارم تم سے ہمارا رشتہ پاکیزہ جذبات، اور عزت و محبت کا ہے، یارم تمھارا میری زندگی میں انٹری مارنا ایک خوشگوار حادثہ ہے، یارم تمھاری ہی کوشش اور سچے خلوص سے ہماری زندگی اور ادبی دنیا میں ایک بھونچال سا آیا ہے، یارم تمھارے لئے ہمارے دل میں ایک اونچا مقام اور کبھی نہ ختم ہونے والی محبت

ہے، یارم تم سے ایک انجانی یا شاید جانی پہچانی سی محبت ہے وہ محبت جو پاکیزہ جذبوں اور احساسات کی رہین منت ہوتی ہے، وہ محبت جو ایک شخص کو اپنے کرم فرما سے ہوتی ہے،

وہ محبت جو ابن صفی کو عباس حسینی سے تھی، یارم وہی عباس حسینی جسکی ایک مسکراہٹ پر ابن صفی اپنے سارے ناول قربان کرنے کو تیار رہتے، یارم تم سے وہ محبت ہے جو کسی مطلب اور خود غرضی کی موجب نہیں ہوتی، وہ محبت جس میں اخلاص و ایثار کے ڈونگرے برستے ہیں، یارم تمھاری ہی محبت ہے جس نے خشک تحریروں کے بعد اس طرح کی تحریریں لکھنے پر آمادہ کیا اور ایک نئ تحریک کو جنم دیا، یارم تم نے ہی میرے ذہن کو دوسرا جنم دیکر اس میں خالص زبان و ادب کی روح پھونکی،

مجھے سوچنے، سمجھنے اور غور و فکر کرنے پر مجبور کیا، اور یہ تمام چیزیں میرے حق میں بہتر اور بہت بہتر ثابت ہوئیں، یہی وجہ ہے کہ جو الماری پہلے صرف "جاسوسی دنیا" کا مسکن تھی اس میں اب مختلف قسم کے افسانوی مجموعے ،ناولز اور فکری مضامین کی کتابیں ترتیب سے لگی ہوئی ہیں"

لیکن وقت کا دامن اتنا تنگ تھا کہ یہ باتیں یارم کے سامنے بیٹھ کر نہ کہہ سکے، ہمارے بس میں نہیں تھا کہ ہم گھڑی کی سوئیاں کچھ دیر کے لئے روک سکیں،نہ چاہتے ہوئے یارم سے رخصتی سلام کیا گھر واپسی کے لئے قدم بڑھائے، لیکن عالم یہ

تھا کہ پیر یارم کی طرف پلٹے آرہے تھے، لیکن ملاقات ہو جانے کی خوشی میں ہولے ہولے چلنے والی خنک ہوا پر خواب آور ادویات کا گمان گذر رہا تھا، گھر پہنچتے ہی بستر نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا، اور یارم کے ساتھ گذاری جانے والی ساعت اور گفتگو کی سرشاریت رنگ بدل بدل کر پھوار کی طرح ہمارے جسم پر مدھم مدھم برسنے لگی۔

عکسِ خوشبو

بسلسلہ یارم 5

رات کسی نئی نویلی دلہن کی طرح چپ سادھے بستر پر پاؤں سمیٹے بیٹھی ہے، دل کی دھڑکن اور گھڑی کی ٹک ٹک کانوں کو صاف سنائی پڑ رہی ہے، گھڑی کی سوئیاں معمول کے مطابق اپنے دائرے میں طواف کر رہی ہیں، لیکن دل معمول کے خلاف زور زور سے دھڑک رہا ہے،

اور ہم اسے پہلو میں یوں بہلا رہے ہیں جیسے دایا کسی نومولود بچے کو گود کھلا رہی ہو پھر بھی وہ بلک بلک کر رو رہا ہو، جانے کیوں آج دل مچل رہا ہے یارم کے دیدار کو، ذہن بے چین ہے یارم کی خوشبو پانے کو،

وہ خوشبو جو یارم سے بغلگیر ہوتے ہوئے یارم نے ہمارے اور ہم نے یارم کے جسم سے محسوس کی تھی،

وہ خوشبو جو دنیا کے کسی گلاب میں نہیں،

وہ خوشبو جس پر عطر فروش انگشت بدنداں رہ جائیں،

وہ خوشبو جو یاسمین و سنبل کے ہوش اڑا دے،

وہ خوشبو جو صندل کو منہ چڑا دے،

وہ خوشبو جس پر رات کی رانی آفرین آفرین کا نعرہ مستانہ بلند کرے،

وہ خوشبو جو فضائے بسیط میں چھا جائے،

وہ خوشبو جو بادلوں کو زمین تک لے آئے،

وہ خوشبو جو آسمان کو نگاہوں میں سمادے،

وہ خوشبو جو دنیا سے بیزار کردے،

وہ خوشبو جو مشک کی امام ہو،

وہ خوشبو جو تتلیوں کو نہال کردے،

وہ خوشبو جس سے چمن خوشبو مستعار لے،

وہ خوشبو جو جسم کو اپنے حصار میں لے۔

وہ خوشبو جسے ہونٹوں سے دیکھا جاسکے۔

وہ خوشبو جسے ہاتھوں سے چھوا جاسکے۔

وہ خوشبو جسے آنکھوں سے پڑھا جاسکے۔

وہ خوشبو جو پورے کائنات میں صرف اور صرف یارم کی روح میں حلول کی گئی ہے،

جسے محسوس کرنے کے لئے یارم جیسی پاکیزہ محبت اور نیک نیت درکار ہے۔ لیکن اکثر دل کا چاہا ہوا نہیں ہوتا۔ ہم نے یارم کو میسج کیا۔

"یارم اب تک تم نے ہمیں اپنی خوشبو کے حصار میں نہیں لیا"

یارم نے استفسار کیا کیسی خوشبو؟

ہم نے لکھا، وہ خوشبو جو کل کمرے سے نکلتے ہوئے تمھارے جسم سے پھوٹ رہی تھی، وہی خوشبو جس کے سامنے دنیا کی ساری خوشبوئیں ہیچ ہیں ،یارم نے ہماری بات مذاق میں اڑادی۔

ہم نے لاکھ کوشش کی کہ یارم کو ہم بتاسکیں کہ وہ خوشبو ہمیں دنیا کی ساری نعمتوں سے زیادہ عزیز ہے، یہاں تک کہ یارم سے بھی زیادہ لیکن ارمانوں کی جھولی ابھی بھری نہیں، البتہ اتنی وزنی ہوگئی ہے کہ کاندھا اس بوجھ سے شل رہتا ہے، اس جھولی میں ننھے ننھے ارمان پاؤں پسارے پڑے ہیں، جن میں کسی کا نام دیدار، کسی کا قرب، کسی کا وصل، اور کسی کا دوسرے ارمانوں کی طرح یہ ارمان بھی اسی کی نذر ہوگیا۔

یارم سے نہ جانے کب اور کیسے ہمیں اتنی عقیدت ہوگئی کہ جس خوشبو کو آج تک یارم نے نہیں محسوس کیا اس خوشبو سے ہمارا دل ودماغ آج تک معطر ہے۔

آج کئی دن بعد ڈائری کے صفحے پلٹتے ہوئے یارم کے نام لکھی گئی یہ تحریر نظر سے گذری جو شاید کافی پہلے لکھی گئی تھی آج دوبارہ پڑھ کر ہم مسکرائے بنا نہیں رہ سکے۔

سوچنے لگے کہ کب یارم کے تعلق سے ہم نے یہ سب لکھا تھا اور کیونکر !!!

یارم تو ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے سانسوں کی طرح روح میں سمایا ہوا۔

ہماری خوشبوؤں میں ہمارے ساتھ سفر کرتا ہے۔

اکثر ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور ہم اس کی باتوں میں، یارم اکثر کہتا ہے ہم دونوں بھروسے کی کشتی پر بیٹھے محبت کے جزیرے کی طرف بڑھ رہے ہیں، جہاں دنیا کی بے پرواہی ہے۔

جہاں محبت جرم نہیں ہے۔

جہاں جذبے کا احترام ہے۔

جہاں عشق توفیق ہے گناہ نہیں۔

جہاں وصال آرزو کی دہلیز پر دم نہیں توڑتا۔

جہاں خواہشوں کی چِتا نہیں جلتی۔

جہاں ذات روح سے آزاد ہے۔

جہاں محبت امرت سے سیراب ہے۔

جہاں جذبہ چاندی سے زیادہ شفاف ہے، بلکہ ایسا شفاف جیسے ریگستان میں چاندنی، یا جیسے جھیل میں اترا ہوا چاند، جیسے انگوٹھی میں جڑا یاقوت، جیسے پنڈت کے ماتھے پر چندن، جیسے بھجن کے درمیان گھنٹے کی ٹن ٹن، جیسے پہاڑوں سے بہتا آبشار، جیسے گلاب کی کلی پر ٹھہری شبنم۔ ایسی ہے ہماری محبت یارم کے ساتھ، یار کی باتوں سے ہم نے بھی محسوس کیا کہ اب ہماری محبت کسی ساتویں مقام پر ہے جہاں بات کرتے ہوئے الفاظ سے زیادہ محسوسات کارفرما ہوتے ہیں۔

جہاں لفظوں کی قبا چاک کئے بغیر ایک دوسرے کے جذبے کو محسوس کیا جاتا ہے۔

جہاں خیالات بے پیرہنی میں ملتے ہیں، اور لفظ ہونٹ کی بیڑیوں سے آزاد ہو کر دل کے نہا خانوں میں اترتے چلے جاتے ہیں،ہماری محبت میں یارم نے اپنے خاموش قلم سے ایک آزاد نظم لکھ کر بھیجی ہے جو سلسلہ یارم کی تمام تحریروں کا جھومر بھی ہے اور آج کی تحریر کا ماحصل بھی۔

یارم!

تم لفظوں کے صورت گر ہو،

تم معنوں کا ایک بھنور ہو،

سندر تا کا تاج محل ہو،

جسکی ہر اک بات نرالی ،

وہ جو بیتے دن ہیں اپنے،

ان لمحوں کی یاد نرالی،

شام کسی سناٹے میں،

بیتی یادیں میرے من،

کو مدھم مدھم چوم رہی ہیں،

ساتھ بنی وہ سب تصویریں،

ان آنکھوں میں جھوم رہی ہیں،

اِن آنکھوں سے دیکھو یارم،

دیکھو یارم میری دنیا،

نظریں دھوکہ کھا جائیں گی،

خود سے ہی کچھ دیر کھو گے۔

یہ کیا ہم دیکھ رہے ہیں"

یارم میری دنیا تم ہو

لوحِ دل

از

ایس ایم حسینی

آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ محض سترہ سالہ اس قلمکار نے چند مہینوں میں وہ مقبولیت حاصل کر لی کہ یہ دعوی کیا جا سکتا ہے ایس ایم حسینی اپنے ہم عمر قلمکاروں کی دنیا کے بادشاہ ہیں، یہ اپنے رواں قلم، ذہن رسا، شگفتہ انداز اور علمی بصیرت کی وجہ سے وہ شہرت حاصل کر چکے ہیں کہ انکی دوسری تحریروں کی طرح "سلسلہ یارم" ملک و بیرون ملک میں دلچسپی سے پڑھا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایس ایم حسینی ہماری نظر میں آئس برگ کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنی پیش گوئی نہیں "پیش بینی" پر انکا روشن مستقبل دیکھ رہے ہیں۔

اطہر ایوبی

سلسلہ یارم کی تمام اقساط پڑھ کر احساس ہوا کہ راقم قلم کا بازی گر ہے الفاظ کو احساسات و جذبات کی چاشنی میں ڈبو کر اس خوبصورتی سے قرطاس پہ اتارتا ہے کہ سلسلہ یارم میں باقاعدہ طور پر کوئی کہانی موجود نہ ہونے کے باوجود بھی قاری اسکی لذت سے بخوبی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

سلسلہ یارم کے درمیان سے کوئی ایک قسط پڑھنے پر بھی کسی قسم کے ادھورے پن کا شبہ نہیں ہوتا۔

تحریر کی روانی اور سحر انگیز منظر نگاری قاری کو اپنے حصار میں جکڑے رکھتی ہے۔

شہلا کلیم

پیش کش : حسینی برادران